مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

مقدمہ

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر باشعور انسان جانتا ہے کہ کسی انسان کے رویّے اور طرزِ عمل کی صحت و درستی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے: ایک یہ کہ اُس کے نظریات اور تصوّرات دُرست ہوں یا بالفاظِ دیگر اسے صحیح علم حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ وہ ایک صحتمند اور توانا قوّتِ ارادی کا مالک ہو۔ اس لئے کہ مقدّم الذکر سے منزل اور رُخ کا تعیّن ہوتا ہے اور مؤخر الذکر سے پیش قدمی کی شان اور رفتار کا۔ چنانچہ اگر رُخ ہی غلط معین ہو جائے تو رفتار خواہ سست ہو خواہ تیز نتیجہ بہر صورت وُہی رہے گا کہ ؂

”ترسم کہ بہ کعبہ نہ رسی اے اعرابی ۔۔۔ کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است!!“

بلکہ اس صورت میں انسان کی کمزور قوّتِ ارادی اس کے حق میں مآلِ کار کے اعتبار سے مفید ہی رہے گی کہ غلط راہوں پر اُس کی پیشقدمی سست رفتاری سے ہو گی۔ گویا معاملہ وہ ہو گا کہ ع ”عصمتِ بی بی است از بے چادری“ اور اگر معاملہ برعکس ہو یعنی نظریات و تصوّرات تو درست ہوں لیکن قوّتِ ارادی مضمحل ہو تو صورت وہ بن جائے گی جس کی تصویر کھینچی ہے غالب نے کہ ؂

© rasailojaraid.com

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد　　پر طبیعت ادھر نہیں آتی!!

یا جس کی نقشہ کشی کی ہے مولانا حسرت موہانی نے کہ ؎

"غمِ آرزو کا حسرت سبب اور کیا بتاؤں　　میرے شوق کی بلندی میری ہمتوں کی پستی"

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تصورات و نظریات یا علوم کا تعلق دماغ سے ہے جبکہ جذبہ و ارادہ قلب سے متعلق ہیں چنانچہ اکثر و بیشتر اسی نظریے کی ترجمانی سمجھی جاتی ہے جبران خلیل جبران کے اس مشہور فقرے میں کہ "عقل سے روشنی حاصل کرو اور جذبے کی تسکین کرو" ——— لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے ارادہ تو فی الواقع کلیتہً قلب ہی سے متعلق ہے لیکن علم کا تعلق دل اور دماغ دونوں سے ہے ——— یعنی علم نظری جو زیادہ تر حسیات و مظاہر اور جزئیات و تفاصیل سے متعلق ہے، اُن کا محل تو یقیناً دماغ ہی ہے لیکن علمِ وجدانی جس کا موضوع کلی مابعدالطبیعاتی حقائق ہیں، اُس کا مہبط قلب ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے تفقہ اور تعقل کو قلب و فؤاد سے متعلق قرار دیا ہے - گویا انسان میں دو عقلیں ہیں: ایک عقلِ حیوانی جو متعلق ہے دماغ سے اور دوسری عقلِ رُوحانی یا اصل عقلِ انسانی جو متعلق ہے قلب سے

واضح رہے کہ قرآنِ حکیم نے "ایمانِ حقیقی" کا محل بھی قلب ہی کو قرار دیا ہے، جیسے کہ:

سُورۂ حجرات میں (۱) اثباتاً صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (آیت ۷)

"بلکہ اللہ نے محبوب کر دیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور رکھ دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں۔"

© rasailojaraid.com

اور (۲)، تنبیہاً بعض اعراب یعنی بدّوؤں سے فرمایا:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (آیت ۱۴) "اور تا حال نہیں داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں!"

اب اگر ذرا ایمان کی حقیقت پر غور کیا جائے تو اُس کے بھی دو پہلو ہیں: ایک اُس کی وسعت اور پھیلاؤ کا مظہر ہے تو دوسرا گہرائی اور گیرائی کا ــــ مقدم الذکر کی تعبیر علم حقیقت سے ہوگی تو مؤخر الذکر کی یقین سے۔ پہلا رُخ کی تصحیح کرتا ہے اور "إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ[1]" اور "إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[2]" کی جانب رہنمائی کرتا ہے تو دوسرا جذبہ و ارادہ کو قوت و توانائی بخشتا ہے اور ایک جانب "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ[3]" پر منتج ہوتا ہے تو دوسری جانب "فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ[4]" اور "سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ[5]" اور "أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ[6]" کی صورت اختیار کرتا ہے ــــ اس طرح گویا ایک جانب منزل کے تعین یا "نیت کی درستی" اور دوسری جانب "ارادے کی پختگی" یا "عزیمت" دونوں کا تعلق بالکلیہ قلب کے ساتھ ہے ــــ البتہ آخری منزل مقصود کے علم اور عزم "یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید!" کے مصداق اُس تک رسائی کے عزمِ مصمم کے ساتھ ساتھ "سالک" کے لیے "راہ و رسم منزلہا" کی تفصیلات سے واقفیت، مدارج و مراحل کا صحیح علم اور سب سے بڑھ کر مطالبات و مقتضیات کا واضح فہم و شعور بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ ان سب کا تعلق ذہن اور فکر سے ہے!

---

[1] الانعام: ۷۹ [2] الانعام: ۱۶۳ [3] البقرہ: ۱۶۵ [4] الذّٰریٰت: ۵۰ [5] الحدید: ۲۱ [6] المؤمنون: ۶۱

© rasailojaraid.com

مسلمانوں کے موجودہ عملی زوال و اضمحلال میں اصل دخل تو یقیناً ایمان کے ضعف و اضمحلال ہی کو حاصل ہے تاہم بہت سے نیکدل اور خلاص گہرے مذہبی مزاج کے حامل لوگ بھی غیر فعّال، ماحول سے مرعوب، اور حالات سے سمجھوتہ کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ سہ مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اسے؛ اور ـــ "پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے!" کے مصداق صرف ذاتی زہد و تقویٰ یا ذکر و شغل یا عبادت و ریاضت میں مگن نظر آتے ہیں ـــ اور نسبتاً فعّال لوگ بھی دین کی کسی جزوی خدمت پر قانع نظر آتے ہیں جیسے محض تعلیم و تعلّم، [illegible] تصنیف و تالیف یا محدود انداز کی خالص مذہبی تبلیغ جو یا تو فرقہ واریت کا منفی اُسلوب اختیار کرتی ہے یا اس سے بلند تر ہو کر مثبت ایمانی کیفیات کی دعوت کی صورت اختیار کرتی بھی ہے تو ایسے خالص غیر سیاسی انداز میں کہ ریاست و حکومت کے مسائل و معاملات کا ذکر بھی بالکل شجرِ ممنوعہ کی حیثیت اختیار کر لے اور بالخصوص تنظیم سے بُعد و اجتناب اور قیامِ جماعت یا نصبِ امارت سے فرار و نفور کی جو کیفیت جملہ مذہبی حلقوں میں نظر آتی ہے ـــــــــــ تو اس کا اصل اور اہم ترین سبب یہ ہے کہ مقتضیاتِ ایمان کا واضح شعور اور دین کے فرائض و مطالبات کا جامع تصوّر حاصل نہیں ہے اور دین و ایمان کے بعض جزوی تقاضوں یا دین کے اصل مقاصد کے بعض جزوی لوازم کا فہم و ادراک ہے بھی تو اس شان کے ساتھ کہ سہ "اڑائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے ـ چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری!" اور اس پر طرّہ یہ کہ "كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ"[1]

دینی فرائض اور ذمّہ داریوں کے واضح اور جامع تصوّر کے فقدان کا جو نتیجہ نکلتا ہے اسے سادہ ترین مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو کہیں ملازم رکھا جائے اور اسے اس کے فرائض گِن کر بتا دیئے جائیں، مثلاً دس کام اس کے سپرد کر دیئے

---

[1] المؤمنون: ۵۳ و الروم: ۳۲

© rasailojaraid.com

جائیں تو اگر وہ کسی سبب سے اُن میں سے چھ یا سات کو بالکل بھول جائے اور صرف تین یا چار کام ہی اسے یاد رہ جائیں تو اس صورت میں خواہ وُہ اُن تین یا چار کاموں پر کامل خلوص و اخلاص کے ساتھ اپنی پوری امکانی محنت ہی کیوں نہ صرف کردے ملازم رکھنے والے کے نزدیک وہ نااہل اور غیر ذمہ دار ہی قرار پائے گا۔

بنابریں جہاں وقت کی اہم ترین ضرورت اور "کرنے کا اصل کام" تو یقیناً تجدید ایمان ہی ہے جو تجدید عہد کی اساس بنے اور جس سے یقین کی وہ دولت گرانمایہ حاصل ہو جس کے بارے میں علامہ اقبال نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ؎

یقیں پیدا کر اے ناداں یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

اور اس کے نتیجے میں دین ہی پر جینے اور دین ہی پر مرنے کا قوی داعیہ اور پختہ ارادہ پیدا ہو، وہاں اس امر کی بھی شدید ضرورت ہے کہ واضح کیا جائے کہ اپنے ماننے والوں سے دین کے تقاضے اور مطالبے کیا ہیں؟ اور ایک مسلمان پر اُس کے دین کی جانب سے کیا کیا فرائض اور کون کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

اس ضمن میں اس حقیقت کا ذکر تحصیل حاصل ہے کہ جہاں ایمان و یقین کا منبع اور سرچشمہ تو بالکلیہ ہے ہی قرآن حکیم، بقول مولانا ظفر علی خاں سے "وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے۔ ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں" —— وہاں مطالباتِ دین اور فرائضِ دینی کی تعیین کے ضمن میں بھی اصل اساس قرآن حکیم ہے، اگرچہ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" کے مصداق یہ معاملہ ایک "پیکرِ محسوس و مشہود" کی صورت میں سامنے آتا ہے سیرت و سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سِیَرِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطالعے سے —— یہی وجہ ہے کہ ان سطور کے عاجز و ناچیز راقم نے اوّلاً تو "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کا وہ "منتخب نصاب" مرتب کیا تھا جس سے ایک جانب دینِ حق کے خدّوخال بتمام و کمال واضح ہو جاتے ہیں تو دوسری جانب مطالبات و مقتضیاتِ دین کا جامع تصوّر بھی اُبھر کر سامنے آجاتا ہے —— اور

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

الحمدللہ والمنّۃ کہ اُس کی زندگی کے گذشتہ اٹھارہ سالوں کے دوران اس کی توانائیوں کا اکثر و بیشتر حصہ اس کی نشر و اشاعت اور درس و تدریس میں صرف ہوا ہے۔ اور ثانیاً سیرت النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس طور سے عام کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ اُس سے اتّباع کا جذبہ اُبھرے اور آپؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین کے عملی تقاضوں کو ادا کرنے کا زوردار داعیہ پیدا ہو۔ اور ثم الحمدللہ کہ گذشتہ پانچ چھ سالوں کے دوران اس ضمن میں بھی اس عاجز و ناکارہ کو نہ صرف پاکستان کے طُول و عرض بلکہ بیرونی ممالک میں بھی بے شمار اجتماعات میں بیان و خطاب کی سعادت حاصل ہوتی ہے —— اور اللہ تعالےٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پاکستان ٹیلیویژن سے جہاں مسلسل پندرہ۱۵ ماہ 'الھُدیٰ' کے عنوان سے مطالعۂ قرآن حکیم کے اُس منتخب نصاب کا نصفِ اوّل بیان ہوا، وہاں 'رسُول کاملؐ' کے عنوان سے مسلسل بارہ تقاریر کے ذریعے سیرت النبیؐ کے اس مطالعے کو بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ —— اور الحمدللہ کہ یہ جملہ پروگرام نیشنل ہک اپ پر پاکستان کے تمام ٹی وی سٹیشنوں سے بیک وقت ٹیلی کاسٹ ہوئے —— ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

اب یہ عاجز راقم اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر اپنی فرائض اور ذمہ داریوں کے ضمن میں اپنے اس مطالعۂ قرآن و سیرت کا حاصل اور لبِّ لباب پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے —— اس اُمید اور درخواست کے ساتھ کہ اس پر عوام اور خواص سب ہی غور فرمائیں —— اور اگر میری کوئی غلطی اُن پر واضح ہو تو مجھے مطلع فرمائیں، میں اُن کا ممنونِ احسان ہونگا۔

اور اگر اُسے درست پائیں تو اُس کی تائید و تصویب بھی فرمائیں اور اُسے عملاً اختیار کرنے پر بھی سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ تاکہ "لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ" اور "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ

© rasailojaraid.com

بینۃ'' کے مقاصدِ جلیلہ کے پورے ہونے کی صورت دوبارہ پوری شان اور آن بان سے پیدا ہو۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ——— اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ ——— اٰمین یا ربّ العالمین ٥

جامع خاکہ نہ کہ تفصیلی فہرست

© rasailojaraid.com

فرائض و واجباتِ دینی کی کسی تفصیلی فہرست مرتب کرنے کی کوشش ایک جانب نہایت طوالت طلب ہے اور دوسری جانب تحصیلِ حاصل! ——— طوالت طلب اس لئے کہ ان کا سلسلہ شاخ در شاخ پھیلتا چلا جاتا ہے جیسے مثلاً نماز ایک اہم فریضۂ دینی ہے۔ پھر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں (بمقابلہ تہجد اور اشراق وغیرہ کے جو نفلی ہیں) پھر ہر فرض نماز میں کچھ رکعتیں فرض ہیں باقی سنن و نوافل کے درجے میں ہیں، پھر ہر رکعت میں بعض تسامحات تو ایسے ہو سکتے ہیں جن کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جائے لیکن بعض ارکان و فرائض وہ ہیں کہ جن میں سے کوئی رہ جائے تو نماز کا لوٹانا لازم ہو گا ——— مزید برآں نماز کے لئے طہارت شرط ہے جو حسبِ ضرورت غسل یا وضو یا اُن کے قائم مقام کی حیثیت سے تیمم سے حاصل کی جائے گی۔ گویا اپنے اپنے مقام و محل پر یہ بھی فرائض میں داخل ہیں، پھر غسل یا وضو کے لئے طاہر و مطہر پانی اور تیمم کے لئے پاک مٹی شرط ہے تو گویا حسبِ ضرورت اُن کا حصول بھی لازم ہو گا ——— اس طرح شاخ در شاخ کے علاوہ اصل فرائض پھر اُن کے لوازم، اور پھر اُن لوازم کے لوازم کا سلسلہ

© rasailojaraid.com

بھی درجہ بدرجہ دراز ہوتا چلا جاتا ہے! ـــــ اور تحصیل حاصل اسلئے کہ ان جزئی اور تفصیلی امور کے ضمن میں ضروری معلومات بحمد اللہ ہمارے علماء مفتیانِ کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء حضرات کی مساعی کے طفیل عوام کو بہت حد تک حاصل ہیں۔

جو کچھ اس سے قبل تمہیداً عرض کیا جا چکا ہے اُس کے پیشِ نظر اصل ضرورت اس کی ہے کہ فرائضِ دینی کا ایک ایسا جامع خاکہ پیش کیا جائے جسمیں تفصیلات کا رنگ ہر شخص خود بآسانی بھر سکے۔ اس لئے کہ بحالاتِ موجودہ اصل کمی دینی ذمہ داریوں کے اسی جامع تصوّر کی ہے جو اُمّت کے دورِ زوال میں بہت سے اسباب و علل کے باعث عوام ہی نہیں خواص تک کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا چلا گیا اور نوبت بایں جا رسید کہ اُس کی کوئی جھلک کبھی دکھائی دے بھی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک "بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ" کے مصداق اُمّت کی عظیم اکثریت اُس سے نامانوسیت ہی نہیں باقاعدہ اجنبیت اور مغائرت محسوس کرتی ہے ؏

"کہ ہم نے انقلابِ چرخِ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں!"

تین فرائض، تین لوازم

قرآن حکیم اور سیرتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطالعے سے دین کے اساسی مقتضیات و مطالبات کا جو تصوّر میرے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ہر ماننے والے سے دینِ حق تین بنیادی تقاضے کرتا ہے جو سادہ ترین الفاظ میں حسبِ ذیل ہیں:

ایک یہ کہ وہ خود امکانی حد تک دین پر کاربند اور عمل پیرا ہو۔

دوسرے یہ کہ وہ مقدور بھر دین کو دوسروں تک پہنچانے اور پھیلانے

© rasailojaraid.com

کی کوشش کرے ۔ اور ۔ تیسرے ۔ کہ دین کو قائم اور غالب کرنے کی سعی کرے ۔
اور جس طرح متذکرۃ الصدر مثال میں اصل فرض نماز ہے، لیکن اس کے لئے
حسبِ موقع وحال غسل یا وضو یا بصورتِ عذر تیمم ضروری ہے اور اس کیلئے
طاہر و مطہر پانی یا پاک مٹی کا حصول لازمی ہے اسی طرح دین کے مذکورہ بالا
تین اساسی فرائض کے لئے بھی حسنِ اتفاق سے تین ہی چیزیں لوازم و شرائط
کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح گویا وہ بھی فرض ہی کے درجے میں ہیں — یعنی

ایک : دوامِ جہاد دوسرے : التزامِ جماعت

اور تیسرے : بیعتِ سمع وطاعت

اب میں کوشش کرونگا کہ ان چھ امور کی کسی قدر تشریح و وضاحت اصلاً کتاب اللہ اور تبعاً سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کروں — بیدہٖ التوفیق وعلیہ التکلان !

لیکن اس سے قبل کہ میں ان 'امورِ ستہ' کی وضاحت کروں، دو امور کی صراحت ضروری ہے : ایک متذکرہ بالا تین اساسی فرائض کی باہمی نسبت اور خصوصاً ایمان اور ارکانِ اسلام کے ساتھ ان کا ربط و تعلق اور دوسرے ان کے ضمن میں کتاب وسنت میں وارد شدہ اصطلاحات کا تعدد و تنوع ۔

اساسی فرائض کی باہمی نسبت اور

ایمان اور ارکانِ اسلام سے ربط و تعلق

سب جانتے ہیں کہ 'حکمتِ دینی' کا ایک اہم شعبہ یہ بھی ہے کہ دین کے مختلف اجزاء کے مابین باہمی نسبت و تناسب کو اچھی طرح سمجھا بھی جائے

© rasailojaraid.com

اور ہمیشہ پیشِ نظر بھی رکھتا جائے ورنہ اس صورت کا پیدا ہونا فطری اور لازمی ہوگا جس کی جانب اشارہ فرمایا ہے حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس حکیمانہ قول میں کہ "تم مچھر چھانتے ہو اور سموچے اونٹ نگل جاتے ہو!" —— چنانچہ دین کے بعض اہم اجزاء کے مابین اسی باہمی ربط و نسبت کی وضاحت کے لئے ایک تشبیہ اختیار فرمائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قولِ مبارک میں جسے روایت کیا ہے احمدؒ بزازؒ، نسائیؒ، ابن ماجہ اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ:

© rasailojaraid.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْأَمْرِ وَذِرْوَةِ السَّنَامِ؟"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے معاذ! اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ اس معاملے یعنی دین کی جڑ اور چوٹی کیا ہے؟"

فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِي! فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْأَمْرِ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ قِوَامَ هٰذَا الْأَمْرِ إِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ

جس پر انہوں نے عرض کیا: "اے اللہ کے نبی، میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور فرمائیے!" تب فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "اس معاملے یعنی دین کی جڑ تو یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس

© rasailojaraid.com

الزَّكٰوةِ وَاٰتَ ذَرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ....." — دین کو قائم رکھنے والی چیزیں نماز اور زکوٰۃ ہیں اور اس کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

اسی طرح دین کی جانب سے عائد شدہ ان تین اساسی ذمہ داریوں کے مابین باہمی نسبت و تناسب کیا ہے اور اس سے بھی اہم تر بات یہ کہ ان کا ایمان اور مشہور و معروف ارکانِ اسلام کے ساتھ ربط و تعلق کیا ہے اسے نہایت جامعیت کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے ایک تین منزلہ عمارت کی تشبیہ سے جس کی پہلی منزل میں دیواریں نہیں ہیں بلکہ صرف چار ستون ہیں جن پر پہلی چھت قائم ہے البتہ دوسری اور تیسری منزلیں دیواروں سمیت مکمل تعمیر شدہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس عمارت کی ایک بنیاد بھی ہے جس کا اکثر و بیشتر حصہ زیرِ زمین ہے اور نظر نہیں آتا، اگرچہ ہر شخص جانتا ہے کہ پوری عمارت کی پائیداری اور استحکام کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اس بنیاد کا ایک تھوڑا سا حصہ وہ ہے جو سطحِ زمین کے اوپر ہے اور قدیم اصطلاح میں 'کرسی' اور جدید اصطلاح میں " PLINTH " کہلاتا ہے۔ اور اس کے اوپر قائم ہیں وہ چار ستون جنہوں نے تینوں چھتوں اور بالائی منزلوں کی دیواروں کا کامل بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ پوری عمارت اور بنیاد کے مابین کُل ربط و تعلق ان ہی کے ذریعے قائم ہے ——— اس تمثیل میں بنیادیں اور کرسی تو مشابہ ہیں ایمان سے، جس کے دو اجزاء ہیں: ایک باطنی یعنی "تصدیق بالقلب" یا یقینِ قلبی جو اصل زیرِ زمین بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر دین کی کُل عمارت کی پائیداری اور استحکام کا دار و مدار ہے ——— اور دوسرے "اقرار باللسان" یا کلمۂ شہادت جو ایمان کا مظہرِ خارجی ہے اور عمارت کی کرسی یا " PLINTH " کے مشابہ ہے ———

© rasailojaraid.co
© rasailojaraid.co
© rasailojaraid.co

اور ہمیشہ پیشِ نظر بھی رکھا جائے ورنہ اس صورت کا پیدا ہونا فطری اور لازمی ہوگا جس کی جانب اشارہ فرمایا ہے حضرتِ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس حکیمانہ قول میں کہ ”تم مچھر چھانتے ہو اور سموچے اونٹ نگل جاتے ہو!“ —— چنانچہ دین کے بعض اہم اجزاء کے مابین اسی باہمی ربط و نسبت کی وضاحت کے لئے ایک تشبیہ اختیار فرمائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قولِ مبارک میں جسے روایت کیا ہے احمدؒ بزارؒ، نسائیؒ، ابن ماجہ اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرتِ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ:

© rasailojaraid.co

قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”اِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْاَمْرِ وَذِرْوَةِ السَّنَامِ؟“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے معاذ! اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ اس معاملے یعنی دین کی جڑ اور چوٹی کیا ہے؟“

فَقَالَ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِيْ!“ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ قِوَامَ هٰذَا الْاَمْرِ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ

جس پر انہوں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی، میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور فرمایئے!“ تب فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ”اس معاملے یعنی دین کی جڑ تو یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس

© rasailojaraid.co

الزَّکوٰۃِ وَاٰتِ ذَرْوَۃَ السَّنَامِ مِنْہُ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ .....“ دین کو قائم رکھنے والی چیزیں نماز اور زکوٰۃ ہیں اور اس کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

اسی طرح دین کے جانب سے عائد شدہ ان تین اساسی ذمہ داریوں کے مابین باہمی نسبت و تناسب کیا ہے اور اس سے بھی اہم تر بات یہ کہ ان کا ایمان اور مشہور و معروف ارکانِ اسلام کے ساتھ ربط و تعلق کیا ہے اسے نہایت جامعیت کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے ایک تین منزلہ عمارت کی تشبیہ سے جس کی پہلی منزل میں دیواریں نہیں ہیں بلکہ صرف چار ستون ہیں جن پر پہلی چھت قائم ہے البتہ دوسری اور تیسری منزلیں دیواروں سمیت مکمل تعمیر شدہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس عمارت کی ایک بنیاد بھی ہے جس کا اکثر و بیشتر حصہ زیرِ زمین ہے اور نظر نہیں آتا، اگرچہ ہر شخص جانتا ہے کہ پوری عمارت کی پائیداری اور استحکام کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اس بنیاد کا ایک تھوڑا سا حصہ وہ ہے جو سطحِ زمین کے اوپر ہے اور قدیم اصطلاح میں 'کرسی' اور جدید اصطلاح میں ' PLINTH ' کہلاتا ہے۔ اور اس کے اوپر قائم ہیں وہ چار ستون جنہوں نے تینوں چھتوں اور بالائی منزلوں کی دیواروں کا کامل بوجھ اُٹھایا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ پوری عمارت اور بنیاد کے مابین کُل ربط و تعلق ان ہی کے ذریعے قائم ہے ——— اس تمثیل میں بنیادیں اور کرسی تو مشابہ ہیں ایمان سے، جس کے دو اجزاء ہیں: ایک باطنی یعنی ”تصدیقٌ بالقلب“ یا یقینِ قلبی جو اصل زیرِ زمین بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر دین کی کُل عمارت کی پائیداری اور استحکام کا دار و مدار ہے — اور دوسرے ”اقرارٌ باللسان“ یا کلمۂ شہادت جو ایمان کا مظہرِ خارجی ہے اور عمارت کی کُرسی یا ' PLINTH ' کے مشابہ ہے' ———

© rasailojaraid.co

چار ستونوں کی حیثیت حاصل ہے ان چار عظیم عبادات کو جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، اور جو کلمۂ شہادت کے ساتھ مل کر اسلام کے ارکانِ خمسہ کی صورت اختیار کرتی ہیں اور جیسے کہ مثال سے ظاہر ہے ان ہی پر قائم ہے پہلی چھت بھی اور دیوار ودل اور چھتوں سمیت دونوں بالائی منزلیں بھی۔ ان میں سے پہلی چھت کی حیثیت حاصل ہے فریضۂ اولین یعنی "دین پر امکانی حد تک خود کاربند اور عمل پیرا ہونے" کو ـــ دوسری چھت نمائندگی کرتی ہے فریضۂ ثانی یعنی ـــــــ "دین کو پھیلانے اور دوسروں تک پہنچانے کی کوشش" کی ـــــــ اور تیسری اور بلند ترین چھت کی حیثیت حاصل ہے فریضۂ ثالث یا اس دُنیا میں انسان کی دینی مساعی کے آخری ہدف یعنی "دین کو قائم اور غالب کرنے کی جدّوجہد" کو

سیاسی فرائض کے ضمن میں اصطلاحات کا تعدّد و تنوّع

یہ حقیقت بھی قرآنِ حکیم کے ہر طالب علم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ قرآنِ حکیم کے مخصوص اسلوب میں یعنی "اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں!" کے مصداق "تصریفِ آیات" کے ساتھ ساتھ اصطلاحات کا تعدّد و تنوّع بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس سے جہاں قرآن مجید کا ظاہری اور معنوی حُسن دوبالا ہوتا ہے اور اس کی ادبیت اور فصاحت و بلاغت کے اصل جوہر کھلتے ہیں وہاں کم فہم لوگوں کو کسی قدر دقّت بھی پیش آتی ہے اور غور و فکر کی صلاحیت سے عاری لوگوں کے لئے اصطلاحات کی

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.co